غوث ، قطب ، ابدال کا عقیدہ

مولانا سیف الرحمٰن بی اے

مکہ کے مشرک نہایت ضدی اور ہٹ دھرم تھے ۔ اپنے آباء و اجداد پر جان دینے سے دریغ نہیں کرتے تھے ۔ وہ بتوں کے پجاری اور بت تراش بھی تھے ۔ ہر گھر میں بت موجود تھے ۔ حتیٰ کہ خانۂ خدا جیسا مقدس مقام بھی ان بتوں کی پلیدی سے محفوظ نہ تھا ۔ ان کے عقائدِ باطلہ اور آراء فاسدہ کا قرآنِ کریم نے جا بجا ذکر کیا ہے ۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب وہ کسی مصیبت میں پھنس جاتے تو صرف اللہ واحد لاشریک کو پکارتے اور کہتے ، "الٰہی ، ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا ، پھر ہم تیرے شکر گزار بندے بن جائیں گے !" ـــــ مگر جب ان کی مصیبت رفع ہو جاتی تو اللہ رب العزت کو بھول کر پھر اپنے بتوں کی طرف رجوع کرتے اور کہتے "یہ سب ان کی طفیل ہوا ہے" اسی طرح جب وہ کشتی میں سوار ہوتے اور کشتی کو چاروں اطراف سے موجیں گھیر لیتیں تو سب کچھ بھول جاتے صرف ایک خدا یاد آتا اور اسی کو پکارتے :

"لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین" (یونس :)

کہ "الٰہی ، اگر تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدے تو ہم تیرے شکر گزار بندے بن جائیں گے !"

لیکن جب کشتی ساحلِ سلامتی پر پہنچتی تو پھر اللہ کے در کو چھوڑ کر اوروں کے سامنے سروں کو جھکا شروع کر دیتے ۔ قرآنِ مجید نے یہ نقشہ بایں الفاظ کھینچا ہے :

"فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ۚ فلما نجّٰھم الی البرّ اذا ھم یشرکون" (العنکبوت : ۶۵)

کہ "جب یہ (مشرک) کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو ایک اللہ کو خالص ہو کر پکارتے ، اور دین بھی اسی کا سمجھتے ہیں ۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں خشکی تک پہنچا کر نجات دیتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں (یعنی کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں بزرگ یا فلاں بت کی طفیل نجات پائی)"

آج ہمارے ہاں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو شرکیہ اعمال کا شکار ہیں ـــــ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو اللہ کی بارگاہ میں دستِ دعا پھیلانے اور "اغثنی یا اللہ، یاحی یا قیوم برحمتک استغیث" وغیرہ قسم کے وظائف اور دعائیں کرنے کے بجائے صلوٰۃِ مکتوبہ کے بعد صلوٰۃِ غوثیہ کا اہتمام کرتے ہیں جو قبلہ رخ ہونے کے بجائے بجانبِ شمال منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ نماز شیخ عبد القادر جیلانی کے نام کی پڑھتے ہیں۔ حالانکہ پیر صاحب نے نہ یہ نماز خود پڑھی اور نہ ہی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب میں اس کا ذکر کیا۔ پھر خدا جانے ان لوگوں نے کہاں سے صلوٰۃِ غوثیہ اور صلوٰۃِ رجبیہ کا صلوٰۃ مکتوبہ کے ساتھ ٹانکا لگا دیا ہے۔ اگر آج پیر صاحبؒ اس عالمِ رنگ و بو میں موجود ہوتے تو ان پر خوش ہونے کے بجائے ان کے اس فعل پر سخت ناراض ہوتے اور ان پر بدعتی اور مشرک ہونے کا فتویٰ صادر کرتے کیونکہ یہ نمازیں وہ ہیں کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی حکم نہیں دیا ـــــ "ما انزل اللہ بہا من سلطان"!

مزید برآں مسجد میں بیٹھ کر مسنون ذکرِ الٰہی کو ترک کر کے "یا غوثِ اعظم" کا شرکیہ وظیفہ کرتے ہیں۔ یا اس وظیفہ کی رٹ لگاتے ہیں ؎

امداد کن امداد کن در دین و دنیا شاد کن ،

از بندِ غم آزاد کن یا شیخ عبد القادرا !

یا معین الدین چشتیؒ کو اپنا کامل حاجت روا اور مشکل کشا تصور کرتے ہوئے اس مشرکانہ وظیفے کو زور و شور سے پڑھتے ہیں ؎

یا معین الدین چشتی

در گردابِ بلا افتاد کشتی (نقلِ کفر کفر نہ باشد)

ایسے مشرکانہ وظائف پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں حتیٰ کہ اپنی مساجد اور اپنے مدارس کا نام بھی غوثیہ چشتیہ وغیرہ رکھتے ہیں اور ان کی عمارتوں پر جلی حروف میں یا غوثِ اعظم، یا غوث الثقلین، یا غوث المستغیثین، یا غوثِ پاک وغیرہ لکھتے ہوئے نہیں ہچکچاتے۔

دونوں کا موازنہ:

ذرا سوچیے اور غور کیجیے کہ دورِ حاضر کے مشرکوں اور مشرکینِ مکہ میں کونسا نمایاں فرق ہے جس کے باعث ان کو اسلام کا شیدائی اور اُن کو اسلام کا دشمن تصور کیا جاتا ہے؟ یہی نا کہ یہ مسجد میں آ کر پہلے برائے نام رسمی نماز پڑھتے ہیں، پھر مشرکانہ وظائف اور تصورِ شیخ میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور وہ (مکہ کے مشرک) نماز

کے منکر تھے۔ وہ نماز کی آڑ میں بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ علی الاعلان انہیں اپنے گھروں میں رکھ کر ان کے سامنے جھکتے تھے۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ وہ مشرک اور کافر اللہ سے دور ہونے کے باوجود مصیبت اور تنگی کے موقع پر تمام سہاروں کو چھوڑ کر اللہ رب العزت ہی کی بارگاہ میں عاجزی اور زاری سے دعا کرتے تھے۔" فلما رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین" ـــــ اس کے برعکس دورِ حاضر کے مشرکین کا یہ حال ہے کہ مسجدوں میں جو صرف اللہ کے ذکر اذکار اور عبادت کے لئے مخصوص ہیں، "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ"، "یا غوث اعظم"، "یا غوث پاک"، "یا غوث المستغیثین" وغیرہ شرکیہ وظائف کئے جا رہے ہیں۔ اور ان کو ایسا کرنے سے روکنے والے کو بزرگانِ دین کا بے ادب اور گستاخ سمجھا جاتا ہے ـــــ مکہ کے مشرک اپنے بزرگوں کے نام کے وظائف نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی عبادت گاہوں کے نام بزرگوں سے تو منسوب نہیں کئے تھے ـــــ پھر ان کا یہ عقیدہ بھی نہیں تھا کہ دنیا میں ایک قطب الاقطاب ہوتا ہے، کچھ ابدال ہوتے ہیں اور کچھ نقباء اور نجباء ہوتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ بھی نہیں تھا کہ قطب الاقطاب کا علم اللہ کے علم پر حاوی ہوتا ہے اور اللہ کی قدرت پر اسے پوری دسترس ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ مگر یہاں یہ حال ہے کہ جاہلوں کی تو بات ہی کیا، بڑے بڑے قرآن و حدیث کے عالم ہونے کے مدعی اس بیماری میں مبتلا ہیں اور لوگوں کو اس میں مبتلا کر رہے ہیں۔

غوث کا عقیدہ:

چنانچہ انہوں نے یہ بات عوام میں مشہور کر رکھی ہے کہ اس عالمِ کون و مکان میں ہر وقت تین سو تیرہ اشخاص ایسے رہتے ہیں جو نجباء کے نام سے مشہور ہیں۔ پھر ان میں سے ستر کو نقباء کہا جاتا ہے۔ پھر ان میں سے چالیس ابدال کے درجے پر پہنچتے ہیں۔ ان میں سے سات کو قطب کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ان میں سے چار اوتاد کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک غوث کا اعلیٰ مقام حاصل کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ مکہ مکرمہ رہتا ہے۔ جب اہلِ زمین پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے یا رزق کی تنگی ہوتی ہے یا وہ کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ ان تین سو تیرہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں۔ یہ ان فریادوں اور حاجتوں کو اپنے سے بلند مرتبہ چالیس ابدال کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ پھر یہ چالیس اپنے میں سے سات منتخب قطبوں کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے ہیں۔ اور یہ سات اپنے سے بلند مرتبہ چار اشخاص کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ پھر یہ چاروں (اوتاد) اپنے میں سے منتخب ہستی کی خدمت میں باریاب ہوتے ہیں۔ اس کا نام غوث ہوتا ہے جو ہمیشہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہے اور تمام دنیا میں ایک غوث ہوتا ہے، بیک وقت دو غوث نہیں ہو سکتے۔ اس کا علم اللہ کے علم کے برابر ہوتا ہے

اور اس کی قدرت اللہ کی قدرت سے کم نہیں ہوئی - العیاذ باللہ!

قرآنِ پاک کا فیصلہ :

قرآنِ مجید تمام مسلمانوں کی متفقہ کتاب ہے جس سے کسی کو بھی انحراف کی گنجائش نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی پیروی کا حکم دیا ہے :

"اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء" (الاعراف)

"جو کتاب تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی بس اسی کی پیروی کرو اور اسے چھوڑ کر کسی بزرگ اور ولی کی پیروی نہ کرو!"

آئیے، الحمد سے لیکر والناس تک تمام قرآنِ پاک کی ورق گردانی کیجئے اور اس میں غوث، قطب اور ابدال کی تلاش کیجئے - آپ خواہ اس میں کتنی جانفشانی اور عرق ریزی سے کام لیں - پھر بھی آپ کو ان لوگوں کا کہیں کوئی سراغ نہ ملے گا - اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کا قرآنِ کریم میں بار بار ذکر کیا ہے، ان کی صفاتِ حمیدہ بھی کثرت سے بیان کی ہیں - اللہ رب العزت نے اپنی برگزیدہ ہستیوں انبیاء اور رسل کا جا بجا تذکرہ کیا ہے - بلکہ بعض کے اسماء گرامی بھی بار بار ذکر کئے ہیں - اگر اس عالمِ آب و گل میں غوث، قطب اور ابدال ہوتے تو کتابِ الٰہی میں ان کا ذکر ضرور ہوتا - یہ ایسی جامع کتاب ہے جس میں انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کے علاوہ ان کی صفاتِ حمیدہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے :

"واذکر فی الکتاب ابراھیم ط انہ کان صدیقا نبیا" (مریم)

"واذکر فی الکتاب اسماعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا"

"واذکر فی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصا وکان رسولا نبیا"

سید المرسلین اور امام المتقین کے اوصافِ جمیلہ سے سارا قرآنِ کریم بھرا پڑا ہے - آپ کو کبھی "یاایھا المزمل" کبھی "یاایھا المدثر" کبھی "یٰس" اور کبھی "یاایھا النبی" "یاایھا الرسول" کہہ کر مخاطب فرمایا گیا ہے - لیکن کسی مقام پر "قطب الاقطاب" اور "غوث الاقطاب" سے نہیں پکارا گیا - یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے اور روزِ روشن کی طرح واضح دلیل ہے کہ غوث، قطب اور ابدال سب فرضی نام ہیں - شریعتِ مطہرہ انکے وجود کو تسلیم نہیں کرتی اور غوث قطب وغیرہ کا عقیدہ رکھنا مشرکین مکہ کے شرکیہ عقائد سے کم نہیں -

حدیث کا فیصلہ :

قرآنِ کریم وہ بحرِ ذخار ہے جس میں غواصی کرنے سے ہر شخص گوہرِ مقصود نہیں پا سکتا - یعنی اس کے معنی اور مطلب سمجھ لینا ہر کہ ومہ کے بس کی بات نہیں - ممکن ہے کہ ہم اس کتابِ ہدایت کے اشاروں سے باخبر

نہ ہوں۔ اس لئے ہم حدیثِ نبوی کا سہارا لیتے ہیں اور اس کے فیصلے کو ناطق اور حتمی تصور کرتے ہیں۔

آئیے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی حیاتِ مقدسہ پر غور کیجئے اور آپؐ کے اقوال، افعال اور قابلِ تحسین کردار پر ایک گہری نظر ڈالیے اور پھر بتایئے کہ کیا آپؐ غوث تھے۔ اگر غوث تھے تو آپؐ نے اپنی زبانِ مبارک سے غوث ہونے کا دعویٰ کیوں نہیں کیا؟ جیسے خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ "لَانَبِیَّ بَعْدِیْ" اسی طرح یہ دعویٰ بھی کر سکتے تھے کہ "میں غوث ہوں!" اگر آپؐ غوث نہیں تھے تو پھر آپؐ نے اپنے عہدِ مسعود میں ہونے والے غوث کی نشان دہی کیوں نہ کی؟ اور بعد میں آنے والے غوث کی پیش گوئی کیوں نہ کی؟ ــــ آپؐ ایک معلّم کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لائے تھے اور آپؐ نے اپنے فریضہ کی ادائیگی میں سرِ مو انحراف نہیں کیا تو پھر غوث کی خبر کیوں نہ دی؟ غوث سے مدد طلب کرنے کا حکم کیوں نہ فرمایا؟

دیکھئے، ہمارے سامنے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث موجود ہیں۔ کیا ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث مل سکتی ہے جو ان عقائد پر روشنی ڈالتی یا اس قسم کے ادعا کو ثابت کرتی ہو ــــ جس سے یہ ثابت ہو کہ اس عالمِ فنا میں غوث ہر وقت موجود رہتا ہے اور اپنے قطبوں کی سفارش سے لوگوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کرتا ہے۔ میں بانگِ دہل اعلان کرتا ہوں کہ کسی صحیح حدیث سے یہ دعویٰ ہرگز مدلل نہیں ہو سکے گا۔

ابنِ تیمیہؒ کی رائے:

امام المحققین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ، جلد نمبر ۲۷، صفحہ ۹۷ پر غوث، قطب اور ابدال وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

"ھذا کلہ باطل لا اصل لہ فی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ ولا قالہ احد من سلف الامۃ ولا ائمتھا ولا من المشائخ الکبار المتقدمین من الذین یصلحون للاقتداء بھم۔"

"یہ تمام باتیں غلط ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ان کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ امت کے سلف صالحین، ائمہ اور بڑے بڑے مشائخ متقدمین میں سے جو اقتدار کے لائق ہیں، کسی نے ایسی بات نہیں کہی (یعنی غوث، قطب اور ابدال کی کسی نے خبر نہیں دی۔"

غوث کا بطلان:

غوث کے باطل ہونے کے متعلق امام ابن تیمیہؒ نے ایک اور عقلی دلیل پیش کی ہے۔ جو یہ کہ غوث

کے وجود کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ غوث ہمیشہ مکہ معظمہ میں رہتا ہے۔ اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے اربعہ جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے، مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے۔ وہ آخری عمر میں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ غوث کے درجہ پر فائز نہیں تھے۔ پھر بتلاؤ ان کے زمانہ میں اور کون تھا جسے غوث کے نام سے پکارا گیا ہو یا بعد میں جسے غوث کا لقب دیا گیا ہو؟ ظاہر ہے اس کا جواب منفی کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔

بعض من گھڑت احادیث:

کچھ لوگ اپنے دعویٰ کو مدلل کرنے کے لئے ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء اور شیخ ابوعبدالرحمان سلمی کی بعض کتب پیش کرتے ہیں اور ان میں موضوع اور من گھڑت احادیث کی مدد سے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجدد وقت امام ابن تیمیہؒ نے ان تمام احادیث پر ناقدانہ نگاہ ڈال کر ان کی سخت تردید کی ہے چنانچہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۹۸ پر لکھتے ہیں:

"فلا تغتر بذالك فان فيه الصحيح والحسن والضعيف والموضوع والمكذوب الذى لاخلاف بين العلماء فى انه كذب موضوع"

کہ "آپ ان کے دھوکہ میں نہ آجائیں۔ کیونکہ ان کتابوں میں صحیح حسن ضعیف، موضوع اور من گھڑت حدیثیں ہیں جن کے موضوع اور جھوٹ ہونے میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں"

حافظ ابن قیمؒ نے "المنار المنيف فى الصحيح والضعيف" میں اس کے متعلق اپنی رائے کا یوں اظہار کیا ہے:

"احاديث اقطاب واغواث وابدال كلها باطل"

یعنی "قطب، غوث اور ابدال کے سلسلہ میں جس قدر روایات مروی ہیں، سب بے بنیاد اور غلط ہیں"

اسی طرح ملاں علی قاریؒ نے موضوعات کبیر میں اور بیروتی نے "اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب" میں ایسی تمام احادیث کو، جو غوث قطب اور ابدال کے متعلق ہیں، موضوع قرار دیا ہے۔

علاوہ ازیں شیخ صنع اللہ حنفیؒ اپنی کتاب "الرد علی من ادعی ان للاولیاء تصرفات فی الحیاۃ

والبعد الممات " میں اور قاضی محدث نے " سراج المریدین " میں اور ابن جوزی نے ان احادیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے ۔ (فتح المجید لشیخ عبدالرحمان بن حسن آل شیخ ص۱۶۲ تا ص۱۶۴)

حضرت حسنؓ غوث تھے ؟

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت حسنؓ غوثِ اول تھے ، پھر ان کی اولاد میں غوث کا سلسلہ جاری رہا ہے لیکن قرآنِ کریم میں اس کی کوئی شہادت نہیں ملتی ، حدیث شریف میں حضرت حسنؓ کے بیشمار فضائل مذکور ہیں ۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں یہ ذکر نہیں فرمایا کہ میرا یہ نواسا غوث ہے یا غوث ہوگا ۔ اور آپؐ کے صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی ان کو غوث کے لقب سے نہیں پکارا اور نہ انہوں نے خود غوث ہونے کا دعویٰ کیا ۔ امام ابن تیمیہؒ اس کے متعلق اپنے فتاویٰ میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں :

" هذا لا يصح لا على مذهب اهل السنة ولا على مذهب الرافضة "

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۷ ص۱۰۳)

یعنی " یہ عقیدہ کہ حضرت حسنؓ غوث تھے ، اہل سنت کے مذہب کے مطابق درست نہیں اور روافض کے مذہب کی رو سے بھی جائز نہیں ۔ "

ایک اور مقام پر بیان کرتے ہیں کہ :

" تین باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ملتا (۱) باب النصیریہ (۲) منتظر الرافضہ (۳) غوث الجہال "

" نصیریہ " ایک دروازے کا نام ہے ۔ نصیریہ فرقے کا دعویٰ ہے کہ وہ ان کے داخلہ کے لئے مخصوص ہے ۔ اس کا وجود تو ہے لیکن یہ دعویٰ غلط ہے کہ یہ ان کیلئے مخصوص ہے ۔ اسی طرح محمد بن حسن جس کا شیعہ انتظار کر رہے ہیں ۔ اور غوث جو مکہ میں رہتا ہے ۔

ان کے متعلق اپنی ٹھوس رائے یوں بیان کرتے ہیں :

" فانه باطل ليس له وجود " (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص۹۱)

یعنی " یہ سب باتیں من گھڑت اور بے بنیاد ہیں ، ان کا کوئی وجود نہیں ۔ "

کیا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث تھے ؟

مشرک لوگ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ قطب الاقطاب اور غوث اعظم تھے بلکہ اب بھی غوث اعظم ہیں ۔ انہیں کائنات کی ہر شئے کا علم تھا اور ہے ۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت میں پورا دخل ہے ۔ وہ اللہ رب العزت سے جو چاہیں کروا سکتے ہیں ۔ آج بھی گیارھویں کی

کھیر دے کر انہیں خوش کیا جائے تو ہر طرح کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کر سکتے ہیں (نعوذ باللہ من ہٰذہ الخرافات)

جہاں تک ان کی عزت و تکریم اور بزرگی کا تعلق ہے، ہم ان کا نام نہایت عقیدت اور احترام سے لیتے ہیں بلکہ ان کی بزرگی اور پارسائی پر انگشت نمائی کو سوءِ ادب پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن اس سے بڑھ کر انہیں خدائی صفات کا مظہر قرار دینا سراسر شرک قرار دیتے ہیں کیونکہ ان صفات میں ذاتِ الٰہی یکتا ہے حتیٰ کہ انبیاء اور رسل کو، جو اللہ تعالیٰ کے نہایت پاکباز اور برگزیدہ بندے ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان صفات میں شریک نہیں کیا۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ ہرگز ہرگز غوث یا قطب الاقطاب نہیں تھے۔

نیز ان مشرک لوگوں کا عقیدہ ہے کہ غوث ہمیشہ مکہ معظمہ میں رہتا ہے اور اکیلا ہوتا ہے۔ مگر یہ کہاں پیدا ہوئے اور کہاں وفات پائی، کہاں زندگی بسر کی؟ تاریخ ان سوالات کا جواب دیتی ہے کہ ان کی جائے پیدائش مسکن اور جائے تدفین عراق کے ایک مرکزی شہر بغداد میں ہے، پھر وہ غوث کیسے ہوئے؟

ایک عجیب انکشاف:

یہ پیر صاحب جن کا اسمِ گرامی شیخ عبد القادر جیلانیؒ ہے جنہیں جاہل لوگ گیارھویں والا پیر کہتے ہیں اور ہر چاند کی گیارھویں تاریخ کو ان کے نام کی کھیر پکا کر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اور جن کے متعلق جاہل طبقہ میں کچھ پیٹ پرست علماء نے یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ وہ بڑے صاحبِ کرامات تھے، انہوں نے ایک مائی کی درخواست پر بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو اور مسافروں کو جو اس میں ڈوب گئے تھے، دوبارہ زندہ کر کے ساحلِ سمندر پر پہنچا دیا تھا، اپنی قبر کی حفاظت نہیں کر سکے۔ آجکل بغداد میں ان کا جو "مزار" نظر آتا ہے وہ بالکل فرضی اور بے بنیاد ہے۔ وزیر ابو المظفر جلال الدین بن عبید اللہ بن یونس نے ان کی قبر پر جب لوگوں کو پیشانیاں رگڑتے اور دیگر شرکیہ امور کا مرتکب ہوتے دیکھا تو ان کی قبر کو اکھیڑ دیا اور ان کی نعش کی ہڈیاں دریائے دجلہ کی لہروں کے سپرد کر دیں۔ اس بات کا انکشاف ابن عماد حنبلی نے اپنی کتاب "شذرات الذہب" جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۳، ۳۱۴ پر کیا ہے۔

اگر اس کی بات کا یقین نہ آئے تو دو اور منصف مزاج مصنفوں کی شہادتیں حاضر ہیں۔ ابن تغری بردی حنفی نے "النجوم الظاھرہ فی ملوک مصر والقاھرہ" ج ۶ ص ۱۴۲ پر اور ابو شامہ دمشقی نے "المذیل علی الروضتین" میں صفحہ نمبر ۱۲ پر اس تاریخی واقعہ کی تصدیق کی ہے جس کے باعث یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔

غوث کا علم :

اولاً تو غوث کا وجود کتاب وسنت کی روشنی میں ثابت ہی نہیں ہوتا - امام المحققین ابن تیمیہؒ نے بھی غوث ، قطب اور ابدال کے وجود کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے ، وہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں - تو پھر ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کا علم اللہ کے علم کے برابر ہوتا ہے اور ان کی قدرت اللہ کی قدرت سے کم نہیں ہوتی سراسر کفر اور شرک ہے - بلکہ امام ابن تیمیہؒ کا یہ فتویٰ ہے کہ سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے علم پر ان کا علم حاوی اور ان کی قدرت اللہ کی قدرت کے مساوی ہے ، بھی کفر ہے - چنانچہ اپنے فتاویٰ میں جلد نمبر ۲۷ کے صفحہ نمبر ۴۰۳ پر بیان کرتے ہیں :

"ان هذا كفر صريح وجهل قبيح وان دعوى هذا في رسول الله صلى الله عليه وسلم ، كفر دع ما سواه"

یعنی ایسا عقیدہ رکھنا صریح کفر ہے اور بہت بڑی جہالت - ایسا عقیدہ تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق بھی کفر ہے ، چہ جائیکہ کوئی اور ہو!"

الغرض غوث ، قطب اور ابدال وغیرہ کا عقیدہ رکھنا اور یہ سمجھنا کہ وہ حاجت روائی کرتے ہیں ، رزق میں کشائش کرتے ہیں ، بیماری رفع کرتے ہیں ، مصائب و آلام کو دور کرتے ہیں ، ان کا علم اللہ کے علم کے برابر ہوتا ہے اور ان کی قدرت اللہ کی قدرت سے کم نہیں ہوتی ، یہ تمام امور صریح کفر اور شرک ہیں - ان کے ہوتے ہوئے نماز فائدہ مند ہے نہ روزہ اور نہ دیگر عبادات کام آئیں گی - اس لئے ان مشرکانہ عقائد سے توبہ کرنی چاہیئے اور عقیدۂ توحید پر پختگی سے قائم رہنا چاہیئے کیونکہ یہی عقیدۂ توحید ہماری نجات کا باعث ہوگا - ان شاء اللہ! فبشر عبادی الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه - اولئك الذين هداهم الله واولئك هم اولوا الالباب

بقیہ پابندیٔ نماز : لوٹتے چلے جا رہے ہیں ----- ہماری ان گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ اگر پابندیٔ نماز کا حکم لاگو کیا گیا ہے تو اس پر عمل درآمد بھی ہونا چاہیئے جو کوئی مشکل کام نہیں ہے - اس کیلئے یہ سزا تجویز کی جائے کہ جو کوئی نماز نہ پڑھے اسے سرکاری ملازمت کے لئے نااہل قرار دیا جائے - کیونکہ اسلام میں ایسے سرکاری ملازموں کیلئے کوئی گنجائش نہیں جو اسلام سے بغاوت کی پالیسی پر عمل پیرا ہوں - اور اسلامی بیت المال ان کی کفالت بھی کرے - بلکہ یہ تو خیانت ہے - اور اسلام خیانت کی ہرگز اجازت نہیں دیتا - وما علينا الا البلاغ !